۶۱

خدا کی دی ہوئی عزت کوئی چھین نہیں سکتا

(فرمودہ ۲۱/ ستمبر ۱۹۲۸ء)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں انسان جن چیزوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور جن کے حصول کے لئے یا جن کے قائم رکھنے کے لئے باقی چیزوں کو قربان کر دیتا ہے ان میں سے ایک اور در حقیقت سب سے بڑی انسان کی عزت ہے۔ عزت بھی آگے دو قسم کی ہوتی ہے ایک حقیقی جو ذاتی عزت کہلاتی ہے اور دوسری ظلی جو نسبتی عزت کہلاتی ہے۔ ذاتی عزت تو وہ خوبیاں اور کمالات ہیں جو انسان کے اندر پائے جاتے ہیں۔ وہ کسی کو نظر آئیں یا نہ آئیں' کوئی ان کا اعتراف کرے یا نہ کرے' لوگوں پر وہ ظاہر ہوں یا نہ ہوں بہرحال اس انسان کی بڑائی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ عزت اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کا ظل ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو کہ اس کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں وہ کسی کے جاننے یا نہ جاننے کی محتاج نہیں مخلوق ہو یا نہ ہو' کوئی شخص عبادت کرے یا نہ کرے خدا خدا ہی ہے اس کی طاقتیں اپنی ذات میں کسی کی حمد کی محتاج نہیں۔ اسی طرح انسان کی عزت بھی کسی کی توصیف و ثناء کی محتاج نہیں۔ وہ انسان جسے ذاتی عزت حاصل ہے اپنی ذات میں بڑا ہے خواہ لوگ اس کا اقرار کریں یا نہ کریں مگر ایک عزت نسبتی ہوتی ہے وہ حقیقی عزت کا ظل ہوتی ہے۔ جس طرح سورج اپنے ساتھ شعاعیں بھی رکھتا ہے۔ وہ اپنی ذات میں روشن ہے اور روشنی کے باعث وہ اپنی شعاعیں دور دور پھینکتا ہے۔ وہ شعاعیں سورج نہیں لیکن اس کے نور کا ظل ہیں۔ اربوں ارب میل پر سورج ہے مگر اس کا ظل دنیا پر بھی پڑتا ہے اور اس کی شعاعیں زمین کو بھی منور کر رہی ہیں۔ یہ دھوپ جو ہمیں دن کو اور یہ چاندنی جو رات کو نظر آتی ہیں۔ کیا چیز ہے؟ یہ وہی شعاعیں ہیں جو کبھی براہ راست اور کبھی بالواسطہ ہم تک

پہنچتی ہیں۔ اسی طرح جب انسان کے اندر عزت پیدا ہوتی ہے وہ حقیقی عزت جو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے خواہ دنیوی یا دینی کمالات کے لحاظ سے ہو تو اس وقت انسانیت سے بھی کچھ شعاعیں نکلتی ہیں جو دوسروں کے قلوب پر پڑتی ہیں۔ وہ ان کی آنکھوں سے اس کے جلال کا اظہار کراتی ہیں۔ وہ ان کی زبان سے اس کی ثناء کراتی ہیں۔ لوگ ایسے شخص کی عزت کرتے ہیں۔ زبانیں اس کی تعریف کرتی ہیں۔ حقیقت شناس اس کا ادب اور احترام کرتے ہیں لیکن یہ عزت حقیقی عزت نہیں عزت وہی ہوتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے اور یہ اس کی شعاعیں ہوتی ہیں جو دوسروں کو نظر آتی ہیں۔ سورج کی طرح عزت و بڑائی بھی محدود نہیں کی جاسکتی۔ وہ پھیلتی ہے اور لوگوں کے قلوب کو مسخر کرتی ہے۔ اس کے بعد ان کی زبانوں' کانوں بلکہ جسموں کو مسخر کرتی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ان کے خیالات و افکار کو مسخر کرلیتی ہے۔ زبانیں اس کی تعریف کرتی ہیں' آنکھیں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں' ہاتھ اس کے خلاف اٹھنے سے پرہیز کرتے ہیں' خیالات اس کی تائید میں جوش میں آتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ عزت ہے لیکن یہ عزت نہیں یہ دراصل عزت کا ظل ہے۔ عزت وہی تھی جو اس کے دل میں تھی جو اس کی ذات میں تھی۔ جو کچھ لوگوں کی زبانوں' کانوں اور جسموں سے ظاہر ہو رہا ہے یہ اس کا پرتَو ہے اس کی دھوپ ہے اور یہ اس عزت کے سورج کی شعاعیں ہیں۔

وہ عزت جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی آتی ہے اور خدا ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ انسانوں کے بنانے سے نہیں بنتی۔ انسان کسی کو بڑا نہیں بنا سکتے بلکہ خدا بناتا ہے۔ یہ نور خدا ہی پیدا کرتا ہے خواہ دنیوی لحاظ سے ہو یا دینی لحاظ سے۔ ایک استاد طالب علم کو پڑھاتا ہے لیکن درحقیقت وہ اسے علم نہیں سکھا سکتا۔ اگر ایک کند اور غبی الذہن لڑکے کو کسی بہتر سے بہتر استاد کے سامنے بٹھا دیا جائے تو استاد اسے کیا سکھا سکے گا۔ صناع بڑی اچھی چیزیں بناتے ہیں لیکن اپنے پاس سے نہیں۔ ایک کاریگر کو عمدہ لکڑی دو وہ اسے کُرید کر اور چھیل کر نہایت اعلیٰ صورت میں تبدیل کر دے گا لیکن وہ لکڑی کو پیدا نہیں کر سکتا۔ لکڑی کو خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ہیرا اپنی روشنی خدا تعالیٰ سے ہی لے کر آتا ہے جوہری صرف اس کو کاٹتا ہے اور اس سے زنگ دور کر دیتا ہے وہ ہیرا پیدا نہیں کر سکتا۔ سنار سونے سے نہایت خوبصورت زیور بناتا ہے مگر وہ سونا نہیں بنا سکتا۔ یہ عالی شان عمارتیں اور محلات جو پرانے زمانہ کی یادگاریں ہیں جو ہزاروں ہزار سال سے حوادث زمانہ کا مقابلہ کر رہی ہیں جن

کے بنانے والے اور بنانے والوں کی نسلیں بلکہ بنانے والوں کی نسلوں کے نام بھی مٹ گئے ہیں لیکن وہ سر بفلک کھڑی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کو چیلنج کرتی ہیں کہ اس صناعی کا تم کیا مقابلہ کرو گے مگر ان کا حقیقی کمال دراصل اس مادہ میں ہے جو خدا نے پیدا کیا۔ انسان نے صرف اس کو ترتیب سے سجادیا لیکن امتداد زمانہ کا مقابلہ کرنے والے مادہ کا پیدا کنندہ دراصل خدا تعالیٰ ہی ہے۔

پس حقیقی بڑائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہے اور حقیقی ذلت بھی خدا کی طرف سے ہی آتی ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (آل عمران ۲۷) یعنی خدا ہی عزت و ذلت پیدا کرتا ہے۔ لیکن دنیا میں بعض ایسے نادان انسان بھی ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ عزت ان کے ہاتھ میں ہے اسی لئے وہ کہہ دیتے ہیں ہم نے ہی فلاں کو عزت دی ہم ہی اس کی عزت چھین لیں گے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ عزت کا بنانا یا اس کا چھیننا ان کے اختیار کی بات نہیں۔ جس چیز کو کسی انسان نے بنایا ہی نہیں وہ اسے چھین کیسے سکتا ہے۔ تم سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھا سکتے ہو اور اگر فائدہ نہ اٹھانا چاہو تو کمرے کے کواڑ بند کرکے اپنے لئے تاریکی پیدا کرسکتے ہو لیکن سورج سے اس کی روشنی چھین نہیں سکتے۔ تم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتے ہو کہ اپنی آنکھوں پر پردے ڈال لو اور اپنے آپ کو اس روشنی سے محروم کرلو سورج کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اسی طرح وہ خوبصورت اور دل کش آوازیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تسخیر قلوب کے لئے بنایا ہے اگر چاہو تو تم ان سے فائدہ اٹھالو یا چاہو تو اپنے کانوں میں روئی ٹھونس کر انہیں نہ سنو۔ لیکن خوبصورت آواز کو دنیا سے نابود کر دینا تمہارے اختیار کی بات نہیں۔ اسی طرح تم اچھی مزیدار چیزوں سے لطف حاصل کرسکتے ہو یا ان چیزوں کے کھانے سے انکار کرسکتے ہو اور اپنے آپ کو ان کی لذت سے محروم رکھ سکتے ہو لیکن لذیذ چیز کو اس کی لذت سے محروم نہیں کرسکتے۔ اسی طرح تم میٹھے کو مٹھاس سے علیحدہ نہیں کرسکتے ہاں اس کے استعمال سے انکار کرسکتے ہو۔ اسی طرح وہ لذتیں جو چھُونے سے حاصل ہوتی ہیں اگر چاہو تو تم ان سے لذت حاصل کرلو اور اگر نہ چاہو تو نہ کرو لیکن ان چیزوں کو ان کی ملائمت سے علیحدہ نہیں کر سکتے کیونکہ ان چیزوں میں یہ خوبیاں کسی انسان نے پیدا نہیں کیں بلکہ خدا نے پیدا کی ہیں اور خدا کی پیدا کی ہوئی خوبی کو کوئی انسان نہیں چھین سکتا۔ اسی طرح انسان میں بھی عزت بڑائی اور خوبی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہے اور کوئی انسان اسے چھین نہیں سکتا۔ کچھ عرصہ ہوُا اور

ہم میں سے بہتوں کی زندگیوں میں ایسا ہُوا۔ وہ اس وقت ہوش میں تھے اور ابھی تک زندہ ہیں جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نور پیدا کیا گیا۔ ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے عزت دی اور جیسا کہ اس کا قاعدہ ہے ابتداء میں عزت اس بیج کی طرح ہوتی ہے جو آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ وہ ایک چنگاری کی طرح ہوتی ہے جو آہستہ آہستہ دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگین کر لیتی ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس نور کو پیدا کیا اور وہ بڑھنے لگا اور ایسی حالت میں پہنچ گیا کہ وہ جو الوؤں اور چغدوں کی آنکھوں والے ہوتے تھے ان کی آنکھیں اسے برداشت نہ کر سکیں وہ چُندھیانے لگیں۔ اور جس طرح بیمار کی آنکھوں کو روشنی اچھی نہیں لگتی اور جہاں اور لوگ روشنی کے لئے بے تاب ہوتے ہیں وہ اندھیرا چاہتا ہے اسی طرح ان کی آنکھوں کو بھی وہ نور اچھا نہ لگا اور انہوں نے اپنی نادانی سے یہ خیال کر لیا کہ یہ چنگاری ہماری لگائی ہوئی تھی اور یہ شعاع ہم نے پیدا کی تھی ہم ہی اسے مٹا دیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے کہا میں نے ہی اسے بڑھایا تھا اور میں ہی اسے ذلیل کروں گا۔ وہ نادان یہ نہ سمجھا کہ عزت اندر سے پیدا ہوتی ہے حقیقی عزت باہر سے نہیں آتی۔ غیر حقیقی عزت باہر سے آتی ہے اور حقیقی و غیر حقیقی عزت میں بآسانی امتیاز بھی ہو سکتا ہے۔ دیکھو دنیا کے بادشاہ ایک شخص کو خان بہادر بنا دیتے ہیں لیکن ان کے بنانے سے وہ نہ خان بنتا ہے اور نہ بہادر۔ اسی طرح وہ کسی کو رائے بہادر بنا دیتے ہیں مگر وہ نہ رائے بنتا ہے نہ بہادر۔ محلہ میں اگر ذرا سا بھی کھٹکا ہو تو اسے غش آنے لگتا ہے۔ ذرا آواز آئی کہ ہندو مسلم فساد ہو گیا تو رائے بہادر صاحب فوراً دھوتی سنبھالتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے پاس بھاگے جاتے ہیں کہ میری حفاظت کیجئے کہاں گئی وہ بہادری؟ دراصل اسے بہادر چونکہ ان لوگوں نے بنایا تھا جن کے اختیار میں بہادر بنانا نہ تھا اس لئے وہ حقیقی بہادر نہ بنا بلکہ رائے بہادری کے بعد اور بھی بزدل ہو گیا کیونکہ پہلے تو وہ سمجھتا تھا اگر مجھے کسی نے کچھ کہہ دیا تو کوئی بات نہیں لیکن رائے بہادری کے بعد اس نے خیال کر لیا کسی کے کچھ کہنے سے میری ذلت ہو گی اس وجہ سے وہ اور بھی بزدل ہو گیا۔ تو دنیاوی خطاب جتنے اونچے ہوں گے اتنے ہی زیادہ خطاب یافتہ بزدل ہوں گے لیکن جو خدا کے بنائے ہوئے بہادر ہوتے ہیں ان کی شان بالکل علیحدہ ہوتی ہے۔ ان کی بڑائی چونکہ اندر سے آتی ہے اس لئے وہ کسی بڑی سے بڑی مصیبت سے بھی ہراساں نہیں ہوتے اور کسی کی شرارت سے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ جس طرح ایک لالٹین جل رہی ہو تو شیشے کے اوپر ہاتھ پھیرنے سے وہ بجھ نہیں سکتی وہ جب ہی

بجھے گی جب اندر سے بجھائی جائے گی- اسی طرح بیرونی کوششیں بھی ان بہادروں کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں- جن کے اندر خدا تعالیٰ عزت پیدا کرتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے- يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ (الصف ۹) لوگ اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں- وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ لیکن جس نے یہ نور پیدا کیا ہے وہی اسے مٹائے تو مٹ سکتا ہے اور کسی میں اس کے مٹانے کی طاقت نہیں- اگر ساری دنیا مل کر تمام سمندروں کا پانی سورج پر ڈالے تو کیا سورج مٹ سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں- اسی طرح خدا کے پیدا کردہ نور کو بجھانے کے لئے اگر ساری دنیا بھی کھڑی ہو جائے تو نہیں بجھا سکتی- تو اس شخص کی نادانی تھی جس نے کہا میں اسے مٹادوں گا- اور یہ نادانی اس لئے پیدا ہوئی کہ اس نے سمجھا عزت انسان بناتا ہے- وہ جو اپنے آپ کو دین کا بڑا عالم سمجھتا تھا اس نے خیال کیا ہیرے جوہری بناتے ہیں حالانکہ ہیرے پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے- ہاں کچھ ہیرے انسان توڑ سکتا ہے لیکن کچھ ہیرے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کا توڑنا بھی خدا تعالیٰ نے اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے- جب اس نے یہ کہا تو عزت دینے والے نے بھی فرمایا-

اِنِّىْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ[۱]

یہ اس دعویٰ کا جواب تھا جو اس نے ذلیل کرنے کے متعلق کیا تھا- اس کے معنی یہی ہیں کہ لوگ تیری اہانت کر نہیں سکتے ہاں وہ اس کا ارادہ کر سکتے ہیں لیکن جو ارادہ بھی کرے گا- میں اسے ذلیل کر دوں گا چنانچہ ایسا ہی ہؤا- ساری دنیا کے لوگ پھونکیں مارتے رہے لیکن وہ روشنی نہ بجھی- ہاں انہوں نے اپنے آپ کو بیوقوف ثابت کر دیا- اور وہ ان بندروں سے بھی زیادہ نادان ثابت ہوئے جنہوں نے جگنو کو آگ سمجھ کر پکڑ لیا تھا کہ اس سے آگ جلائیں گے- وہ اس پر لکڑیاں رکھ کر ساری رات پھونکیں مارتے رہے مگر وہ جگنو تھا اس لئے آگ نہ جل سکی حتیٰ کہ صبح ہو گئی- ان بندروں نے بھی بیوقوفی کی لیکن اپنے فائدے کے لئے کی لیکن ان نادانوں نے نور بجھانے کی سعی کی اس لئے یہ ان بندروں سے بھی بدتر ہوئے- بندروں نے کسب نفع کے لئے مگر انہوں نے اپنی جانوں کو ہلاک کرنے کے لئے کی- چونکہ عزت کا پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے اس لئے وہ کہاں مٹ سکتی تھی وہ نامراد ہوئے اور اللہ نے دنیا کو یہ بھولا ہؤا سبق جسے مسلمانوں نے کئی سو سال سے بھلا رکھا تھا یاد دلا دیا کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ (اٰل عمران ۲۷) خدا تعالیٰ نے یہ سبق پھر دوبارہ تازہ کیا اور ثابت کر دیا کہ عزت دینا یا ذلیل کرنا خدا

تعالیٰ کے ہی اختیار میں ہے۔ مگر افسوس کئی نادان جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو سنا آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، آپ کی مجالس کی برکات مشاہدہ کیں، آپ کو آنکھوں سے دیکھا، آپ کے جسم کو چھُوا، ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی یا اس کی گونج پڑی کہ میں نے ہی اسے عزت دی ہے اور میں ہی اسے ذلیل کروں گا۔ وہ آواز جس زور سے اٹھی تھی اور جو بھیانک صورت اس نے اختیار کی تھی اور جو تاریکی اس آواز کے ساتھ پھیلی تھی وہ ایسی نہ تھی کہ اتنی جلدی بھول جائے۔ پھر جہاں انہوں نے یہ آواز سنی تھی ان کی آنکھوں نے یہ نظارا بھی دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے باطل کی اس ہیبت کو توڑ دیا۔ اور وہ بلند و بالا دیو جن کے سر آسمان پر اور پیر زمین پر نظر آتے تھے انہیں کس طرح باریک کیڑوں کی شکل میں دکھایا مگر وہ اس بات کو بھول گئے کہ عزت و ذلت خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ انہوں نے نفسانیت خود غرضی، بغضوں اور کینوں سے متأثر ہو کر پھر یہ چاہا کہ خدا تعالیٰ کا اختیار چھین لیں۔ انہوں نے اپنے نفوس کو یہ مرتبہ دے دیا کہ جسے چاہیں عزت دے دیں اور جسے چاہیں ذلیل کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری اپنی توحید ہے۔ وہ سب گناہ معاف کر دیتا ہے لیکن شرک معاف نہیں کرتا۔ اس کی غیرت کب برداشت کر سکتی تھی کہ وہ برائی جسے اس نے مٹایا تھا پھر اسے اتنی جلدی قائم ہونے دے۔ لوگوں نے چاہا کہ عزت دینا اپنے ہاتھ میں لے لیں لیکن خدا نے نہ چاہا کہ وہ ایسا کر سکیں۔ اس نے خود جسے چاہا عزت دی۔ اس پر وہ ابلیس جو ہمیشہ سے انسان کو ورغلاتا آیا ہے اس نے ان کے قلوب پر قبضہ کیا اور کہا تم ناری وجود ہو یعنی روشن اور چمکتے ہوئے ہو تم ایک تاریک وجود کی اطاعت کیسے کر سکتے ہو۔ انہوں نے اس کی بات تسلیم کر لی اور افسوس شیطان کی آواز میں اپنی تباہی کو نہ دیکھا اور نہ سوچا کہ یہ آواز ناری ہے جو اپنے وجود کو بھی جلا دیتی ہے۔ وہ تمام کمالات جو خدا سے نہیں ہوتے وہ ناری ہوتے ہیں اس لئے انسان کو تباہ کر دیتے ہیں۔ نوری وہی ہیں جو خدا سے آئیں۔ انہوں نے یہ نہ سمجھا کہ ان کے کمالات ناری اور کسبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن سے کام لینا چاہتا ہے انہیں نوری کمالات عطا فرماتا ہے۔ وہ آسمان سے فیض یافتہ ہوتے ہیں اور خدا سے روشنی حاصل کرتے ہیں اور دنیا کو روشن کرتے ہیں۔ اور آسمان سے آنے والی چیز بندہ کے اختیار میں نہیں ہوتی مگر انہوں نے اس حقیقت کو نہ سمجھا اور لمبے عرصہ تک یہی کوشش کرتے رہے کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ نے قائم کیا ہے اسے مٹا دیں۔ اس کے لئے انہوں نے ہر انسانی تدبیر اختیار کی۔ وہ جسے مٹا سکتے تھے وہ انسانی وجود تھا وہ

اگر مٹ بھی جاتا تو اور وجود کھڑا ہو سکتا تھا اس طرح خدا تعالیٰ کے نور کو وہ نہیں مٹا سکتے تھے ان کی مثال اس بچے کی تھی کہ جو تاریک کمرہ میں آنے والی سورج کی شعاع کو پکڑنا چاہتا ہے اور اس پر ہاتھ رکھ کر سمجھ لیتا ہے کہ میں نے اسے پکڑ لیا لیکن جب ہاتھ اٹھاتا ہے تو شعاع وہیں ہوتی ہے۔ یہی مثال ان کی تھی۔ وہ اس جگہ کو ہی پکڑ سکتے تھے۔ لیکن کیا جہاں دھوپ پڑ رہی ہو وہاں سے مٹی اکھاڑ دینے پر وہاں شعاع پڑنی بند ہو جائے گی۔ اس مٹی کو ہٹانے سے شعاع نیچے پڑے گی اور وہ ہٹا دینے سے اور نیچے پڑنے لگ جائے گی۔

پہلے بھی کئی نادانوں نے ایسی غلطیاں کیں۔ انہوں نے سمجھا عمرؓ کا وجود ہی نور ہے حالانکہ عمرؓ اس مقام کی طرح تھا جس پر سورج کی شعاع پڑ رہی تھی۔ انہوں نے اسے مٹا دیا اور سمجھا شعاع مٹا دی لیکن وہی شعاع پھر عثمانؓ پر پڑنے لگ گئی۔ انہوں نے اسے مٹا دیا تو وہی شعاع پھر علیؓ پر پڑنے لگی۔ اور جب اسے بھی مٹا دیا تو پھر وہ شعاع روحانی طور پر دنیا میں پھیل گئی اور دنیا کے ہر گوشہ میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ظل پیدا ہو گئے۔ دنیا کے جس خطہ میں بھی تم چلے جاؤ تمہیں وہاں کسی نہ کسی بزرگ کی قبر ضرور ملے گی۔ یہ بزرگ کون تھے انہیں لوگوں کے ظل تھے۔ نادانوں نے اس نور کو ایک جگہ سے مٹایا خدا نے اسے ہزاروں جگہ قائم کر دیا اور اس وقت تک وہ نور قائم رہا جب تک لوگوں نے اپنے آپ کو اس کا مستحق ثابت کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ (الرعد ۱۲) خدا تعالیٰ کسی قوم سے کوئی نعمت نہیں چھینتا جب تک وہ خود اپنی حالت میں تغیر نہ کرلے۔ جب مسلمانوں نے اس نور کے استحقاق کو کھو دیا خدا نے بھی اس نعمت کو ان سے چھین لیا۔ پھر ہزاروں گدیاں قائم ہو گئیں اور لوگوں نے نور پیدا کرنے کی کوشش بھی کی لیکن چونکہ خدا تعالیٰ اس نعمت کو چھین چکا تھا اس لئے لوگوں کے پیدا کرنے سے پیدا نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ پھر خدا نے ایک انسان کو بھیجا جسے حقیقی عزت عطا کی۔ پس کوئی انسان کسی کو عزت نہیں دے سکتا۔ عزت کمالات سے پیدا ہوتی ہے اور وہ خدا ہی پیدا کرتا ہے۔ گورنمنٹ رائے بہادر تو بنا سکتی ہے لیکن بہادر نہیں بنا سکتی۔ بہادری خدا ہی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح جب تک خدا تعالیٰ کسی کو اپنی کتاب کا فہم نہ دے، اپنے علم سے اسے حصہ نہ دے، رحم و شفقت اسے عطا نہ کرے اسے کون بڑا بنا سکتا ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ کسی کو بڑا بنا دے تو اس سے بڑائی کون چھین سکتا ہے۔ لوگ اگر اسے گالیاں بھی دیں تو بھی کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کبوتر جب بلی کو دیکھتا

ہے تو اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ لیکن کیا اس کے آنکھیں بند کر لینے سے بلی کی طاقت سلب ہو جاتی ہے۔ لوگوں کا گالیاں دینا کبوتر کے آنکھیں بند کر لینے جیسا ہی ہے۔ اگر کوئی شخص دھوپ میں آنکھیں بند کر کے بیٹھے اور سمجھے کہ سورج نہیں ہے تو اس کی نادانی ہے۔ دنیا میں نور قائم ہے اگر اس زمانہ کے لوگ اپنی بیوقوفی سے اسے رد کرتے ہیں تو آنے والی نسلیں ان کو اندھا کہیں گی کہ دھوپ میں بیٹھ کر کہتے رہے نور نہیں ہے۔ وہ ان کی عزت ہرگز نہیں کریں گی بلکہ یہ کہیں گی کہ چونکہ وہ ناپاک لوگ تھے اس لئے پاکیزگی کو قبول نہ کر سکے۔

پس یاد رکھو عزت خدا کی طرف سے آتی ہے اور کوئی اسے چھین نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔ وہ انسان جو ان باتوں کو اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں وہ نادان ہیں اور پچھتائیں گے یا ان کی نسلیں پچھتائیں گی لیکن اس وقت ان کا پچھتانا ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہو گا۔

(الفضل ۲۸/ ستمبر ۱۹۲۸ء)

ؔ تذکرہ صفحہ ۳۴۔ ایڈیشن چہارم